کیا۔اس کا مقصد، دراصل ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے کے بنی اسرائیل کو تنبیہ کرنا ہے، کہ اگر تم بھی آخری نبی ﷺ کے ساتھ تکذیب اور کفر کا راستہ اختیار کروگے تو تمہیں بھی دنیا اور آخرت میں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا؛ جیسا کہ تمہارے اسلاف کو ہوا تھا۔☆[القرطبی]

☆ عصر حاضر میں ان یہود ونصاریٰ کی کارگزاری اپنے اُن ناخلف آباء واجداد سے بھی بدتر ہے۔انہوں نے طالبان کی اسلامی حکومت پر حملے کا بہانہ نائن الیون کی شکل میں ڈھونڈ لیا اور ﴿ وما نقموا منهم إلآ أن يؤمنوا بالله العزيز الحميد ۞﴾ کے مصداق پوری جنگی طاقت پہلے ''بنیاد پرست'' افغانستان میں، پھر''روشن خیال'' عراق میں جھونک دی۔ پھر ان کے پروپیگنڈے کی وجہ سے عام لوگ دین اسلام کے بارے میں دلچسپی لینے لگے۔ان کے سکالرز مسلمان علماء کے سامنے اپنے دین کے دفاع سے عاجز آگئے۔

دین اسلام کی صداقت کے ہاتھوں اس شکست فاش پر کھسیانے ہوکر ان دشمنان انسانیت نے یکے بعد دیگرے پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین کے ذریعے لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے سے روکنے کے مختلف گھٹیا ترین اور موجب لعنت تجربے شروع کر رکھے ہیں۔ (ابومحمد)

ابوالحسنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرامین

- دولت سے ہم کتابیں تو خرید سکتے ہیں۔ مگر علم نہیں۔
- دولت سے دوائیں تو خریدی جاسکتی ہیں۔ مگر صحت نہیں۔
- دولت سے زیورات تو خریدے جاسکتے ہیں۔ مگر حسن نہیں۔
- دولت سے خوشامد تو خریدی جاسکتی ہے۔ مگر محبت نہیں۔
- دولت سے سخاوت تو خریدی جاسکتی ہے۔ مگر عبادت نہیں۔
- دولت سے نرم بستر تو خرید سکتے ہیں۔ مگر میٹھی نیند نہیں۔
- دولت سے جسمانی راحت تو خریدی جاسکتی ہے۔ مگر روحانی مسرت نہیں۔

[انتخاب: رستم عثانی]

درسِ حدیث

چاشت کی نماز

ابو محمد عبدالوہاب خان

عن أم المؤمنين عائشة –رضی اللہ عنہا– قالت: "ما رأيت رسول الله ﷺ سبح سبحة الضحى و إني لأسبحها" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "میں نے جناب رسالت مآب ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور میں تو یہ نماز ضرور پڑھتی ہوں۔" [صحيح البخاری كتاب التهجد باب ٣٢ حديث:١١٧٧]

اس حدیث شریف سے نیم خواندہ شخص کو شبہ ہوسکتا ہے یا کوئی بدنیت عالم اعتراض کرسکتا ہے کہ عائشہ نفلی عبادت کے لیے شرعی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتی تھی؟! اس درس میں اسی سوال کا جواب پیش نظر رہے گا۔ ان شاء الله

راوی الحدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ حضرت ام رومان بنت عامر ہیں رضی اللہ عنہا۔ عام الحزن کے بعد دلجوئی کی خاطر ماہِ شوال میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔ پھر تین سال بعد شوال ۲ھ میں شادی رچائی۔ اس وقت ان کی عمر ۹ برس تھی۔ [تاريخ خليفة ص ٦٥]

آپ رضی اللہ عنہا نے اس قربتِ رسالت مآب ﷺ کو غنیمت جان کر شب و روز قرآن پاک اور حدیث شریف سیکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، جدامہ بنت وھب الاسدیہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بھی حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں بہت سارے رشتہ داروں کے علاوہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ، ربیعہ بن عمرو الجرشی رضی اللہ عنہ، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اور حارث بن عبداللہ بن نوفل رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام اور بہت سے تابعینؒ شامل ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم صحابہ پر جب بھی کوئی مسئلہ مشکل ہوا اور ہم نے اس سے متعلق حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو آپ کے پاس اس بارے میں علم پایا۔ مسروقؒ آپ سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہتا تھا: "**حدثتني الصديقة بنت الصديق، حبيبة حبيب الله تعالىٰ، المبرأة من فوق سبع سماوات**" یہ بھی کہتا تھا: میں نے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ سے علم فرائض دریافت کرتے دیکھا ہے۔ آپ کا بھانجا عروہؒ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتا ہے: میں

نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر فقہ شریعت، طب اور شعر میں کسی کو نہیں دیکھا۔ عطاء بن ابی رباحؒ کہتا ہے: حضرت عائشہ فہم وبصیرت، علم دین اور عقل ورائے میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ امام زہریؒ کا کہنا کہ اگر حضرت عائشہ کے علم کا تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور دیگر صحابیات کے علم سے موازنہ کیا جائے تو یقیناً آپ اکیلی کا علم زیادہ ہوگا۔ [التہذیب ۱۲/۴۸۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہوگئیں اور بقیہ ساری زندگی علم وعمل میں گزار کر ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ کو مدینہ میں فوت ہوگئیں اور نماز وتر کے بعد جنت البقیع میں سپرد خاک ہوگئیں۔ قبر شریف میں بھانجے عبداللہ وعروہؓ، بھتیجے عبداللہ بن محمدؒ، قاسم بن محمدؒ اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکرؒ نے اتارا۔ [الاستیعاب]

نفلی عبادت کی ترغیب: اللہ رب العزت اپنے پسندیدہ بندوں کو اپنے اعلیٰ نعمت کدے میں اونچا مقام عطا فرمانے کی خاطر ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يَآأيها الذين آمنوا اذكروا الله ذكرا كثيرا ۝ وسبحوه بكرة وأصيلا ۝﴾ "ایمان دارو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرتے رہو۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح پڑھتے رہو۔" [الأحزاب ۴۱-۴۲] ﴿واذكر اسم ربك بكرة وأصيلا ۝ ومن الليل فاسجد له وسبحه ليلا طويلا ۝ إن هؤلآء يحبون العاجلة و يذرون ورآء هم يوما ثقيلا ۝﴾ "اور اپنے رب کا مبارک نام صبح وشام یاد کرتے رہو۔ اور رات کا کچھ حصہ اس کے آگے سجدہ ریز رہا کرو اور شب کا لمبا حصہ اس کی تسبیح میں گزارو۔ بیشک یہ (دوسرے) لوگ تو صرف نقد چیز (دنیا) کی محبت میں گرفتار ہو کر ایک نہایت بھاری دن (قیامت) کو بالکل نظرانداز کر دیتے ہیں۔" [سورة الدهر ۲۵-۲۷]

ان آیات کریمہ میں رب ذوالجلال اپنے محبوب بندوں کو ہر دم، شب وروز اور صبح ومسا اپنے قلوب واذہان اور زبان واعضاء سے اپنی یادِ مبارک جاری وساری رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر خوب تہجد پڑھنے اور میٹھی نیند کو تج کر ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کی فضیلت جتاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اور نیند کی لذت میں کھو کر یادِ الٰہی سے غافل ہو جانا تو تمہارے فریق مخالف (منافقین اور فساق وفجار) کا شیوہ ہے؛ یہ اہل ایمان کو زیب نہیں دیتا۔

مؤمن کا روزنامچہ: حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس : يعدل بين الناس صدقة." "يعين الرجل في دابته يحامله عليها أو يرفع عليها متاعه صدقة، والكلمة الطيبة وكل خطوة يمشيها إلى الصلاة صدقة، و دل الطريق صدقة، ويميط الأذى عن الطريق صدقة" انسانی جسم کے ہر ایک جوڑ کے ذمے ہر

سورج طلوع ہونے والے دن (۲۴ گھنٹے) میں ایک ایک صدقہ دینا ہے: لوگوں کے مابین انصاف کرنا صدقہ ہے۔" "آدمی کو سواری پر چڑھنے میں مدد دینا، یا اس کا سامان اوپر اٹھا کر دینا صدقہ ہے۔ اور ہر اچھی بات اور نماز با جماعت کے لیے جانے کا ہر قدم صدقہ ہے۔ اور راستہ دکھلانا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے۔"[البخاری کتاب الصلح باب ١١ ح٢٧٠٧، الجهاد باب ٧٢ ح٢٨٩١، باب ١٢٨ ح٢٩٨٩، صحيح مسلم كتاب الزكاة ٩٤/٧] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی روزینے کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روایت کرتی ہیں: "إنه خلق كل إنسان من بني آدم على ستين وثلاثمائة مفصل، فمن كبّر الله وحمّد الله وهلّل الله وسبّح الله واستغفرَ اللهَ وعزل حجرا عن طريق الناس أو شوكة أو عظما عن طريق الناس و أمر بالمعروف أو نهى عن المنكر عدد تلك الستين والثلاثمائة السلامى فإنه يمشي يومئذ وقد زحزح نفسه عن النار." "یقیناً اولادِ آدم میں سے ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس جو کوئی تکبیر، تحمید، تسبیح، استغفار پڑھے اور لوگوں کے راستے سے کوئی پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹا دے، نیکی کا حکم دے، برائی سے منع کرے؛ ان اعمال کی تعداد جوڑوں کے برابر تین سو ساٹھ ہو جائیں، تو بیشک اس روز وہ اپنے تئیں دوزخ سے آزاد کر کے چلتا پھرتا ہے۔"[مسلم كتاب الزكاة ٩٣/٧]

صلاة الضحىٰ كي فضيلت: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يصبح علىٰ كل سلامىٰ من أحدكم صدقة: فكل تسبيحة صدقة و كل تحميدة صدقة و كل تهليلة صدقة وكل تكبيرة صدقة وأمر بالمعروف صدقة ونهي عن المنكر صدقة؛ ويجزئ من ذٰلك ركعتان يركعهما من الضحىٰ." "ہر شخص کے ہر ایک جوڑ کے ذمے ایک ایک صدقہ ہے: پس ہر **سبحان اللہ** صدقہ ہے، ہر **الحمد للہ** صدقہ ہے، ہر **لا الہ الا اللہ** صدقہ ہے، ہر **اللہ اکبر** صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ اور ان تمام نیکیوں کے عوض چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا کافی ہے۔"[مسلم صلاة المسافرين ٢٣٣/٥] امام نووی کہتے ہیں: یہ حدیث نمازِ چاشت کی عظیم الشان فضیلت کی دلیل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ نماز دو رکعت پڑھنا بھی کافی ہے۔[المنهاج ٢٣٤/٥]

حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "ابنَ آدم! لا تعجزني من أربع ركعات أولَ النهار أكفك آخره" اے آدم کی اولاد! تم میرے لیے

دن کے آغاز میں چار رکعات پڑھنے سے قاصر نہ رہو؛ میں دن کے آخر تک تمہارے لیے کافی ہوں گا۔" [سنن أبي داؤد ۱۲۸۹، سنن الدارمي ۱/۳۲۸، مسند أحمد ۵/۲۸۶ وصححه الألباني]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "أوصاني خليلي بصيام ثلاثة أيام من كل شهر وركعتي الضحىٰ وأن أوتر قبل أن أرقد." مجھے میرے قلبی دوست ﷺ نے تاکیدی نصیحت فرمائی کہ ہر ماہ تین دن روزے رکھوں، چاشت کی دو رکعت نماز پڑھتا رہوں اور سونے سے قبل وتر پڑھا کروں۔" [بخاري التهجد باب ۳۳ ح۱۱۸۷، مسلم صلاة المسافرين ۵/۲۳٤]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کو بھی انہی تین باتوں کی تلقین فرمائی تھی۔[مسلم ۵/۲۳۵]

امام نووی کہتے ہیں: ان حدیثوں میں ماہانہ تین روزے اور نماز چاشت کی فضیلت ہے۔ البتہ وتر سونے سے پہلے پڑھنے کی تاکید تو اس شخص کے ساتھ خاص ہے، جسے تہجد پر جاگنے کا یقین نہ ہو۔ [المنهاج شرح مسلم ۵/۲۳٤]

سنت فعلی سے ثبوت: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کہتے ہیں: ہمیں ام ہانیؓ کے سوا کسی نے بھی یہ بیان نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ بیشک اس نے کہا: "یقیناً رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے مبارک دن میرے گھر تشریف لائے اور غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز ادا فرمائی۔ میں نے آپ ﷺ کو اس سے زیادہ ہلکی نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا؛ لیکن رکوع سجود بالکل حسب معمول مکمل فرماتے تھے۔" [البخاري كتاب التهجد باب ۳۱ صلاة الضحىٰ في السفر ح۱۱۷٦، مسلم صلاة المسافرين ۵/۲۲۹-۲۳۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "ایک بھاری بھرکم انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ نمازِ باجماعت میں شرکت سے قاصر ہوں۔ پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے دعوت کا انتظام کر کے بلایا اور چٹائی کا ایک حصہ پانی سے دھو کر صاف کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر دو رکعت نماز پڑھی۔" انس رضی اللہ عنہ سے چاشت کی نماز سے متعلق سوال ہوا تو کہا: "میں نے آپ ﷺ کو اس دن کے علاوہ یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔" [البخاري التهجد باب ۳۳ صلاة الضحى في الحضر ح۱۱۷۹] عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؒ کہتے ہیں: "میں دوپہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا تو آپ کو نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو مجھے اپنے برابر دائیں طرف کھڑا کر دیا، جب یرفأ آیا تو میں پیچھے آیا اور ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف بنالی۔[مؤطا ح۳۵۹، صفحه ۷۷]

امام سیوطیؒ کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ، عبداللہ

بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، ابو سعید رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ، قدامہ ثقفی رضی اللہ عنہ اور حنظلہ ثقفی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازِ چاشت پڑھنے کی احادیث مروی ہیں۔[تنویر الحوالك]

جس نے یہ نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: آپ نمازِ چاشت پڑھتے ہیں؟ بتایا: نہیں، کہا گیا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ نماز پڑھتے تھے؟ کہا: نہیں، سوال ہوا: تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ کہا: نہیں۔ پھر دریافت کیا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو بتایا: "**لا إخاله**" "میرا خیال نہیں کہ آپ (یہ نماز پڑھتے ہوں۔)" [البخاری کتاب التهجد باب ٣١ صلاة الضحیٰ فی السفر ح١١٧٥]

اس حدیث سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اس سوال کے وقت تک نمازِ چاشت نہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرات فاروق رضی اللہ عنہ وصدیق رضی اللہ عنہ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھنا معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو واضح ہوا کہ آپ نے صرف حضرات صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ کا عمل نہ دیکھنے سے استدلال کیا ہے۔ **واللہ أعلم**

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا خصوصاً حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھنے سے آپ رضی اللہ عنہ کے نمازِ چاشت پڑھنے کی نفی لازم نہیں آتی؛ کیونکہ اولیاء کرام اپنی انفرادی عبادات کو پوشیدہ رکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تو نماز چاشت پڑھنا ثابت ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے "**باب صلاة الضحیٰ فی السفر**" کا عنوان باندھ کر اس نفی کو حالت سفر سے خاص قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے استدلال کا قرینہ یہ ہے کہ آپ تو فرض نماز کے قصر پر قیاس کر کے دورانِ سفر سنت مؤکدہ بھی نہ پڑھنے کو سنت قرار دیتے تھے۔ اور ہمارے اکثر علماء بھی اسی کے قائل ہیں۔ راقم کے نزدیک اس استدلال پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر سواری پر ہی نفلی نمازیں پڑھا کرتے تھے، اگرچہ آپ کا رخ قبلے کی طرف نہ بھی ہوتا۔" اب اس بات کی دلیل کہاں ہے کہ ان نفلی نمازوں میں وہ سنتیں شامل نہیں تھیں، جن کی "ہمیشگی" کے عوض خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں محل تیار ہونے کی بشارت عطا فرمائی ہے؟!

امام سیوطی کہتے ہیں: اکثر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے برخلاف حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ بھی نماز چاشت نہیں جانتے تھے۔[تنویر الحوالك شرح مؤطا مالك]

استاد محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالواحد عبداللہ حفظہ اللہ نے دورانِ سفر صلاۃ الضحیٰ وغیرہ کے بارے میں عمومی نصوص سے استدلال کیا: ﴿ **فإذا فرغت فانصب ○ و إلیٰ ربک فارغب ○** ﴾ "پس جب آپ فارغ ہوں تو

(عبادت میں) خوب محنت کیجیے۔ اور اپنے رب کی طرف لو لگایئے۔" [النشرح ۷-۸]

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سفر ہو یا حضر، بندے کو جب بھی موقع ملے اپنی عاقبت سنوارنے کے لیے عبادت، تعلیم، تبلیغ وغیرہ غرض ہر نیکی کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔ اس استدلال کو اس فرمانِ نبوی سے بھی تقویت ملتی ہے: "نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس: الصحة والفراغ" "دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی ناقدری کر کے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں: تندرستی اور فرصت" [البخاری الرقاق باب ۱ ح ۶۴۱۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]

ام المؤمنین اور صلاۃ الضحیٰ: زیر درس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے؛ لیکن میں تو یہ نماز ضرور پڑھتی ہوں۔"

تمام سلف صالحین اور صلحائے امت کی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شرعی دلیل کے بغیر کوئی عبادت انجام دینے کا بالکل تصور نہیں کرسکتیں۔ بلکہ آپ کے ذریعے تو امت اسلامیہ کو رسول مقدس ﷺ کا یہ فرمان بھی پہنچا ہے: "من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس فیه فهو ردٌ" [البخاری الصلح باب ۵ ح ۲۶۹۷، مسلم الأقضية ۱۲/۱۶ ح ۱۷] "من عمل عملا لیس علیه أمرنا فهو رد" "کوئی بھی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ عمل بالکل مردود ہے۔" [مسلم الأقضية ۱۲/۱۶ ح ۱۸]

اس باب کی حدیثوں کا جائزہ لیا جائے تو آپ رضی اللہ عنہا سے چاشت کی نماز سے متعلق متعدد احادیث منقول ہیں:

﴿۱﴾ **سفر سے واپسی پر پڑھنا:** عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں: میں نے ام المؤمنینؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: "نہیں؛ سوائے سفر سے واپسی کے۔" مسلم

﴿۲﴾ **تعداد رکعات:** معاذہ العدویہؒ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "چار رکعات، اور جتنا چاہتے بڑھاتے۔" دوسری روایت میں ہے: "اور جتنا اللہ چاہتے۔" [مسلم صلاۃ المسافرین ۵/۲۲۸-۲۲۹]

ان احادیث میں آپ رضی اللہ عنہا کی زبانی رسول اللہ ﷺ کے نمازِ چاشت پڑھنے کا اثبات ہے۔ لیکن کسی بھی حدیث میں پڑھتے ہوئے دیکھ لینے کا بیان نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ آپؓ کو خود رسول اللہ ﷺ یا بعض صحابہ کے ذریعے اس کا علم ہوا ہے۔ اگر بالفرض آپؓ سے نفی بھی ثابت ہو جاتی تو اصولی قاعدے کے مطابق اثبات، نفی پر مقدم ہوتی ہے۔

﴿۳﴾ **پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا:** عروہ بن الزبیرؒ کے سوال پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: